International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

کتابت قرآن سے متعلق آرتھر جیفری کا نقطۂ نظر: ایک تنقیدی جائزہ

Arthur Jeffrey's Perspective on the Writing of the Qur'an: A Critical Review

1. Muhammad Sami ullah,
Lecturer Computer Science,
Govt. Graduate College Layyah, Punjab, Pakistan
Email: samiullah212@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-2661-3828

2. Dr. Hafiz Abdul Majeed,
Assistant Professor, Chairman Department of Islamic Studies & Arabic,
Gomal University D.I. Khan, Khyber Pakhunkhwa, Pakistan
Email: drhafizabdulmajed@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-4235-0055

To cite this article: Muhammad Sami ullah and Dr. Hafiz Abdul Majeed. 2021. "Arthur Jeffrey's Perspective on the Writing of the Qur'an: A Critical Review". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 3 (Issue 2), 113-135.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 3 || July - December 2021 || P. 113-135
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-3-2-8/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u08
Journal Homepage	www.islamicjournals.com
Published Online:	July 2021

Abstract:

The Qur'ān is the last message of Almighty Allah to the people. Muslims believe that the Qur'ān is safe from any kind of tampering. It is preserved in the form of a book and memorized. Along with the revelation of the Quran, its writing was arranged. Its arrangement is the same as that ordered by Almighty Allah. But orientalists have emphasized the need to bring the Qur'ān into line with their books to prove that the Qur'anic text has no credibility. Arthur Jeffrey, who is one of the most prominent figures in contemporary literature, has access to the Qur'ān and its related sciences. Jeffrey's main point of view regarding the Qur'ān is that its text was not fixed. According to Arthur Jeffrey, when the Prophet (PBUH) died, the nation had no revelation in the form of book. The Prophet (PBUH) failed to present the Qur'ān in its compiled and complete form. After his death, his successors compiled it. The main purpose of this paper is to critically review Arthur Jeffrey's objections and to clarify what the purpose and

background of his objections are. There is no doubt that Qur'ān is completely safe without any slight change or disruption.

Keywords: Arthur Jeffery, Preservation of the Qur'ān, Compilation of the Qur'ān, Orientalists, Qur'ānic text.

1 ابتدائیہ

قرآن مجید دین اسلام کی مقدس کتاب ہے جس کے متعلق اسلام کے پیروکاروں کا اعتقاد ہے کہ وہ کلام الٰہی ہے اور اسی بنا پر یہ انتہائی محترم و قابل عزت کتاب ہے۔ اسے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اور قرآن تواتر کے ساتھ اگلی نسلوں تک منتقل ہوا۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن ہر قسم کی تحریف سے پاک سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہے اور باطل پر اس کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دیے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾[1]

"قرآن مجید میں باطل نہ تو سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے۔"

دنیا کی تمام مذہبی کتابوں میں صرف قرآن مجید کو ہی یہ فوقیت حاصل ہے کہ یہ قیامت تک اپنی اصل حالت پر موجود رہے گا، خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾[2]

" بلاشبہ ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری کے باوجود مسلمانوں نے اس کی حفاظت کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا۔ نہ صرف اس کے ہر لفظ اور حرکت کو محفوظ کیا گیا ہے، بلکہ اس کے تلفظ کے طریقے بھی ہم تک پہنچے ہیں۔ قرآن کے نزول کے ساتھ ہی اس کی کتابت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کی ترتیب بھی وہی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تھی۔

2 جمع و تدوینِ قرآن

عہد رسالت میں قرآن مجید کا جو حصہ نازل ہوتا آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مامور فرماتے کہ اسے تحریر کر لیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ اس کو حفظ کر کے اپنے سینوں میں بھی محفوظ کر لیتے۔ قرآن کریم یکبارگی نازل نہیں ہوا بلکہ تیئس (23) سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا رہا اور یہ سلسلہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری لحات تک جاری رہا۔ اس لیے کتابی شکل میں اس وقت اس کا وجود میں آنا ممکن ہی نہیں تھا۔ قرآن مجید ضرورت و حاجت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، کبھی ایک آیت، کبھی چند آیات نازل ہوتیں اور نزول کی ترتیب موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں تھی، اگر اس وقت قرآن ایک مصحف میں جمع کر دیا جاتا تو یہ ترتیب ہر نازل ہونے والی آیات کے ساتھ ہی تبدیل کرنا پڑتی۔ عہد رسالت میں پورا قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا اس میں نہ تو کوئی آیت لکھنے سے رہ گئی تھی اور نہ ہی کسی کی ترتیب میں کوئی کمی تھی، البتہ سب سورتیں علیحدہ علیحدہ تھیں اور متعدد چیزوں پر تحریر کی گئی تھیں، ان کی کتابی شکل میں جز بندی نہیں ہوئی تھی:

"قد كان القرآنُ كُلُّه مكتوباً في عَهدِه صلى الله عليه وسلم لكن غيرَ مجموعٍ في مَوضِعٍ واحدٍ۔"[3]

---

1 Al-Quran, Fussilat 41:42.

2 Al-Quran, Al-Hijr 15: 9.

3 Al-Kattani, Mohammad Abdul Hayi, Al-trateeb Al-Idariah, Dar Al-Arqam, Beirut, 2008, 2/384.

" پورا قرآن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے زمانے میں لکھا گیا تھا، لیکن اسے ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا۔ "

کتابت قرآن کے بارے میں عبد اللہ بن عباس ؓ اور سیدنا زید بن ثابت ؓ کا بیان:

" كان رسول الله ﷺ إذا نزلت عليه سورة دعا بعض من يكتب فقال: "ضعوا هذه السورة في الموضع الذي يذكر فيه كذا و كذا". وعن زيد بن ثابت قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع."[4]

"جب کوئی سورۃ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پر نازل ہوتی تھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کسی ایسے شخص کو بلاتے جو (پہلے بھی قرآن) لکھا کرتا تھا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اس کو کہتے کہ اس سورۃ کو اس مقام میں رکھ دو جس میں ایسے ایسے ذکر کیا گیا ہے اور حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے زمانہ میں چمڑوں میں قرآن مجید جمع کیا کرتے تھے (لکھا کرتے تھے)۔"

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ نے قرآن مجید کو اس کثرت سے تحریر کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو خطرہ محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ اسی لکھے ہوئے قرآن پر بھروسہ کر بیٹھیں۔ اور اسے حفظ کرنا ترک کر دیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اُن کے گھروں میں بکثرت لکھے ہوئے مصاحف کو دیکھ کر یہ بھی فرمایا:

"عن ابی امامة قال قال النبی: لا تغرنكم هذه المصاحف المعلقة إن الله تعالى لا يعذب قلبا وعى القرآن."[5]

"حضرت ابو امامہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! کہ تمھیں یہ لکھے ہوئے قرآن کے نسخے جو تمہارے گھروں میں لٹکے ہوئے ہیں۔ حفظ کرنے سے غفلت میں نہ ڈال دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہیں کرے گا۔ جسکے دل میں قرآن حفظ ہو۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ عہد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے پاس قرآن مجید کے بے شمار نسخے لکھے ہوئے موجود تھے۔

"وإنما ترك جمعه في مصحف واحد لأن النسخ كان يرد على بعض فلو جمعه ثم رفعت تلاوة بعض لأدى إلى الاختلاف واختلاط الدين فحفظه الله في القلوب إلى انقضاء زمان النسخ ثم وفق لجمعه الخلفاء الراشدين."[6]

عہدِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ میں قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن کریم میں نسخ واقع ہو رہا تھا، اگر قرآن کو ایک نسخے میں جمع کر لیا جاتا تو بعد میں جو آیات منسوخ کی جاتیں ان کی وجہ سے دین میں اختلاف اور اختلاط پیدا ہو جاتا۔ لہٰذا، اللہ تعالیٰ نے زمانہ نسخ مکمل ہونے تک قرآن کریم کو دلوں میں محفوظ فرمایا۔ پھر (جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی وفات تک نسخ کا زمانہ ختم ہو گیا تو) اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو اس کے (مصحف کی صورت میں) جمع کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔

علامہ سیوطی ؒ نے، علامہ خطابی ؒ کے حوالہ سے عہدِ رسالت میں ایک مصحف میں قرآن کریم کو جمع نہ کرنے کی حکمتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

---

4 Al-Zurqani, Mohammad Abdul Azim, Manahil Al-Irfan Fi Uloom Al-Quran, Issa Al-Babi Al-Halabi Press, 1362 AH, p. 247.

5 Al-Hindi, Alauddin Ali Bin Hussam Al-Din, Kanz Al-Ummal, Al-Risalah Foundation, Fifth Edition, 1401 AH / 1981 AD, Hadith No. 2400.

6 Al-Zarkashi, Badruddin Muhammad Bin Abdullah, Al-Burhan Fi Uloom Al-Quran, Dar Al-Ahya Al-Kitab Al-Arabiya, Beirut, 1410 AH, 1/235.

"إنما لم يجمع القرآن في المصحف لما كان يترقبه من ورود ناسخ لبعض أحكامه أو تلاوته، فلما انقضى نزوله بوفاته الهم الله الخلفاء الراشدين ذلك وفاء بوعده الصادق لضمان حفظه على هذه الامة۔"[7]

" قرآن کو (شروع ہی سے) ایک مصحف میں اس لیے جمع نہیں کیا گیا تھا، کیونکہ قرآن کے بعض حصوں کے احکام اور بعض حصوں کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا انتظار تھا، پھر جب، اس کا نزول حضور ﷺ کی وفات کے ساتھ مکمل ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ساتھ قرآن کریم کی حفاظت کی ضمانت کے سچے وعدے کو پورا کرنے کے لیے خلفاء راشدین کے دلوں میں الہام کیا۔"

کاغذ، قلم اور دوات کی بے شمار قسمیں جس طرح آج استعمال کی جارہی ہیں، اس زمانہ میں اتنی ہرگز نہ تھیں، لیکن پھر بھی قرآن مجید کی کتابت کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا لکھنے کے لیے جو چیز بھی قابل اور پائدار سمجھی جاتی تھی اس پر لکھ لیا جاتا تھا۔ کتابتِ قرآن کیلئے درج ذیل چیزیں استعمال کی گئیں:

- **لِخاف:** لخفہ کی جمع ہے جس کا معنی پتھر بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سفید رنگ کی چوڑی چوڑی تختیاں ہوتی ہیں جو کتابت میں استعمال کی جاتی تھیں۔
- **کَتِف:** اونٹ کے مونڈھے کی چوڑی ہڈی جسے خاص انداز میں تراش کر طشتری کی طرح بنایا جاتا۔ یہ ہڈی کتابت کیلئے موزوں سمجھی جاتی۔
- **رِقاع:** چمڑوں کے باریک پارچوں پر بھی قرآن مجید لکھا جاتا تھا، یہ ٹکڑے نہایت باریک ہوتے تھے، اور لکھنے کے لیے ہی تیار کیے جاتے تھے۔
- **اَقتاب:** اونٹ کے کجاوں کے چوڑے تختوں کو کہتے ہیں یہ کتابت میں استعمال ہوتے تھے اور بانس کے ٹکڑوں پر بھی آیات لکھی جاتی تھیں۔
- **پتے:** درختوں کے چوڑے پتے بھی کتابت کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔
- **عسیب:** کھجور کی شاخوں میں تنوں سے متصل کشادہ حصے کو کہتے ہیں جسے شاخ سے جدا کر کے خشک کر لیا جاتا اور ان پر آیات کی کتابت ہوتی۔
- **کاغذ:** روایات میں کاغذ پر بھی کتابتِ قرآن کا ذکر آیا ہے۔[8]

عہدِ نبوی ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مسلمانوں کو کچھ سنگین جنگوں کا سامنا کرنا پڑا جن میں قراء صحابہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہو جانے پر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ احساس ہوا کہ اگر ایسے ہی دیگر معرکوں میں حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ ان کے سینوں ہی میں چلا جائے گا، اس لیے قرآن مجید کی جمع و تدوین کا کام کیا گیا۔ اس کام کی نوعیت یہ تھی کہ پورا قرآن تو عہد رسالت میں لکھا جا چکا تھا مگر اس کی آیات اور سورتیں ایک جگہ اکٹھی نہ تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ترتیب کے مطابق اس کو ایک جگہ جمع کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے

---

7 Al-Suyuti, Jalal al-Din, Abd al-Rahman ibn Abi Bakr, Al-Itqan fi Uloom al-Quran, Dar al-Kitab al-Alamiya, Beirut, 1985, 2/392.

8 Ibn Hajar, Ahmad Ibn Ali Ibn Hajar, Fateh Al-Bari Sharh Sahih Al-Bukhari, Dar Al-Ma'rifah, Beirut, 1417 AH, 10/17.

قرآن مجید کی تمام سورتوں کو ایک ہی تقطیع اور سائز پر لکھوا کر ایک ہی جلد میں مجلد کروانے کا کام حکومتی سطح پر اور سب کی رائے سے انجام دیا۔ اس طرح سے سرکاری سطح پر ایک ایسا قرآنی نسخہ مرتب ہو گیا جس کو سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجماعی تصدیق حاصل تھی۔

علامہ زرکشیؒ نے ابوعبداللہ محاسبی کی کتاب "فہم السنن" کے حوالے سے بیان کیا ہے:

"كتابة القرآن ليست محدثة فإنه صلى الله عليه وسلم كان يأمر بكتابته ولكنه كان مفرقا في الرقاع والأكتاف والعسب وإنما أمر الصديق بنسخها من مكان إلى مكان و كان ذلك بمنزلة أوراق وجدت في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها القرآن منتشر فجمعها جامع وربطها بخيط حتى لا يضيع منها شيء۔"[9]

" قرآن مجید کو ضبط تحریر میں لانا کوئی نئی بات نہ تھی خود حضور اکرم ﷺ نے اس کو لکھنے کا حکم دیا تھا۔ البتہ وہ شانہ کی ہڈیوں، کاغذ کے ٹکڑوں اور کھجور کی شاخوں پر بکھرا ہوا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے متفرق جگہوں سے اس کو یکجا کرنے کا حکم دیا یہ سب اشیاء یوں تھیں جیسے حضور اکرم ﷺ کے گھر میں منتشر اوراق موجود ہوں اور ان میں قرآن لکھا ہوا ہو، پس جمع کرنے والے ایک شخص (حضرت ابو بکرؓ) نے ان اوراق کو جمع کر کے ایک دھاگے سے باندھ دیا تاکہ ان میں سے کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائے۔"

جب اجماعی تصدیق کے ساتھ "قرآن مجید" کی جمع و تدوین کا کام مکمل ہو گیا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کو کیا نام دیا جائے؟ چنانچہ علامہ سیوطی ؒ نے اس سلسلے میں ایک روایت نقل کی ہے:

"ثم ائتمروا: ما يسمونه؟ فقال بعضهم: سموه السفر قال: ذلك اسم تسمية اليهود فكرهوه فقال رأيت مثله بالحبشة يسمى المصحف فاجتمع رأيهم على أن يسموه المصحف۔"[10]

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کو کیا نام دیں؟ چنانچہ بعض صحابہ کرام نے اس کا نام "سِفْر" رکھا، لیکن اس نام پر یہودیوں کی مشابہت کی وجہ سے صحابہ نے ناپسند کیا (اس روایت کے راوی کہتے ہیں) میں نے حبشہ میں لوگوں سے سنا انہوں اس (قرآن) کا نام مصحف رکھا ہوا تھا، لہٰذا سب صحابہ کی رائے مصحف نام رکھنے پر متفق ہو گئی۔"

حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی اس خدمت قرآن کے بارے میں فرمایا:

"أعظمُ النّاسِ في المصاحف أجراً أبوبكرٍ، رحمةُ اللّٰه على أبي بكر، هو أوّلُ مَنْ جَمَعَ كتابَ اللّٰه۔" [11]

" حضرت ابو بکرؓ قرآن مجید کی خدمت کے سلسلے میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ابو بکر ؓ پر رحم فرمائیں کہ وہ اولین شخصیت ہیں، جنہوں نے قرآن کو جمع کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔" صحیح بخاری میں ہے:

"فكانت المصحف عند ابي بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حيواته ثم عند حفصة بنت عمر۔" [12]

"یہ صحیفہ حضرت ابو بکر ؓ کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی، پھر حضرت عمرؓ کی زندگی میں ان کے پاس رہا، پھر ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر ؓ کے پاس رہا۔"

---

9 Al-Zarkashi, Al-Burhan Fi Uloom Al-Quran, 1/238, Al-Suyuti, Al-Itqan Fi Uloom Al-Quran, 1/101.
10 Al-Suyuti, Al-Itqan Fi Uloom Al-Quran, 1/77.
11 Ibid, 1/74.
12 Al-Tabrizi, Muhammad Bin Abdullah Al-Khatib Al-Omari, Mishkaat Al-Masabih, Islamic Library, Beirut, Third Edition, 1985, 1/480.

جب حضرت عثمان غنی خلیفہ بنے تو اسلام عرب سے نکل کر دو دراز عجمی علاقوں تک پھیل گیا۔ ہر نئے علاقہ کے لوگوں نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے قرآن سیکھا، جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوئی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قراءات کے مطابق سیکھا تھا۔ اس لئے ہر صحابی نے اپنے شاگردوں کو اپنی سیکھی ہوئی قراءت(Pronunciation) کے مطابق قرآن پڑھایا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح پڑھا تھا۔ اس طرح قراءت کا یہ اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا۔ لوگوں نے اپنی قراءت کو حق اور دوسرے کی قراءت کو غلط سمجھنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اجازت ہے کہ مختلف قراءات میں قرآن کریم پڑھا جائے۔ حضرت حذیفہ بن یمان کی تحریک پر حضرت عثمان غنی نے حضرت حفصہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اُن کے پاس جو حضرت ابو بکر کے تیار کرایا ہوا مصحف ہے وہ ہمارے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت کی سرپرستی میں ایک کمیٹی بنادی گئی اور ان کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ حضرت ابو بکر کے صحیفہ سے نقل کر کے قرآن کریم کے چند ایسے نسخے تیار کریں جن میں سورتیں بھی مرتب ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کے چند نسخے تیار کیے گئے اور ان کو مختلف جگہوں پر بھیج دیا گیا تاکہ اسی کے مطابق نسخے تیار کر کے تقسیم کر دیے جائیں۔ اس طرح امت مسلمہ میں اختلاف ختم ہو گیا اور پوری امت مسلمہ اسی نسخہ کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگی۔ ابن ابی داؤد نے حضرت علیؓ سے صحیح سند سے بیان کیا ہے:

"لاتقولوا في عثمان إلا خيرا، فوالله ما فعل الذي فعل في المصاحف إلا عن ملأ منا، قال: ما تقولون في هذه القراءة؟ فقد بلغني أن بعضهم يقول: إن قراءتي خير من قراءتك، وهذا يكاد يكون كفرًا، قلنا: فما ترى؟ قال: أرى أن نجمع الناس على مصحف واحد فلا تكون فرقة ولا اختلاف، قلنا: فنعم ما رأيت."[13]

"حضرت عثمان کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو۔ اللہ کی قسم! اُنہوں نے جو کچھ کیا، ہمارے مشورے سے کیا۔ اُنہوں نے ہم سے پوچھا تھا: ان قراءات کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ کیونکہ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ کچھ لوگ ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ میری قراءات تمہاری قراءات سے زیادہ بہتر ہے، حالانکہ یہ بات کفر تک پہنچا سکتی ہے۔ ہم نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا میری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں تاکہ پھر کوئی افتراق اور اختلاف نہ ہو ۔ ہم نے کہا: آپکی رائے بہت شاندار ہے۔" نیز حضرت علی نے فرمایا تھا:

"لو كنت الوالي وقت عثمان لفعلتُ في المصاحف مثل الذي فعل عثمان."[14]

"اگر میں حضرت عثمانؓ کی جگہ پر حکمران ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا ہے۔"

جس طرح حضرت ابو بکر کا سب سے بڑا کارنامہ جمع قرآن ہے، اسی طرح حضرت عثمان کا سب سے بڑا کارنامہ پوری امت کو قرآن مجید کے اس متفق علیہ نسخہ پر جمع کرنا ہے۔ اس لیے آپ کو "جامع القرآن" کہا جاتا ہے۔ بعد میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو گیا، تو کئی عجمی ممالک اسلامی حکومت کے زیر نگرانی آگئے اور عربی اور عجمی زبانوں کا باہم اختلاط بڑھ گیا۔ عجمی لوگوں کے لئے قرآنِ کریم کو بغیر نقطوں اور حرکات کے پڑھنا کافی مشکل کام تھا۔ چنانچہ نقطے، حرکات (زیر، زبر، پیش) وغیرہ لگائے گئے۔ نیز بچوں کو پڑھانے کی سہولت کے مد نظر قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ نماز میں سہولت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے رکوع کی ترتیب کا بھی اہتمام کیا گیا۔

---

13 Ibn Hajar, Fateh al-Bari, 9/18.

14 Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad, Al-Jami li Ahkam Al-Qur'an, Dar Al-Kitab Al-Masriyah, Cairo, 1427 AH, 1/54.

3 آرتھر جیفری اور کتابت قرآن کے بارے میں اس کا نظریہ

عصر حاضر میں قرآن کریم اور اس کے متعلقہ علوم پر دسترس کے حوالے سے مستشرقین میں سے جس شخصیت کو مستند تصور کیا جاتا ہے، وہ آرتھر جیفری ہیں۔ یہ مستشرقین کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے نو آبادیاتی دور کے بعد زبان وبیان کے اسرار ورموزاور لسانیاتی مباحث کو اپنا موضوع بنایا اور انہوں نے متن قرآن کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا۔ جیفری نے علوم القرآن سے متعلق متعدد مضامین میں قرآن کی زبان، تدوین قرآن اور قرآن کے یہودی وعیسائی ماخذ جیسے موضوعات کو بھی ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے۔ چند سورتوں کے تراجم بھی کیے اور سورتوں کی ترتیب نو کو متعارف کرایا ہے۔

3.1 آرتھر جیفری کا تعارف

آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) ایک آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق ہیں۔ 18 اکتوبر 1892ء کو میلبورن، آسٹریلیا میں پیدا ہوئے۔ ان کا انتقال 2 اگست 1959ء کو کینیڈا میں ہوا۔ وہ ایک پروٹسٹنٹ عیسائی تھے۔ شروع میں قاہرہ میں مشرقی علوم کے سکول میں سامی زبانوں کے استاذ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ بعد ازاں 1938ء میں کولمبیا یونیورسٹی سے منسلک ہو گئے۔ کئی ایک کتابوں اور مقالات کے مصنف ہیں، ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

1. Eclecticism in Islam (اسلام میں اصطفائیت).
2. The Quest of the Historical Muhammad (تاریخی محمد ﷺ کی تلاش).
3. Materials for the History of the Text of the Qur'an (قرآن کریم کی متنی سرگذشت کا مواد).
4. A Variant Text of the Fatiha (فاتحہ کے مختلف متن).
5. The Orthography of the Samarqand Codex (سمرقند نسخے کی املا).
6. The Textual History of the Qur'an (قرآن کریم کی متنی سرگذشت).
7. Islam: Muhammad and His Religion (اسلام: محمد اور ان کا مذہب).
8. The Mystic Letters of the Koran (قرآن پاک کے صوفیانہ حروف).
9. The Foreign Vocabulary of the Qur'an (قرآن کی غیر ملکی فرہنگ).
10. The Qur'an as Scripture (قران بطور صحیفہ).

ان کتابوں میں جیفری کی معروف ترین کتاب "Materials for the History of the Text of the Qur'an" ہے جو ابن ابی داؤد کی کتاب "کتاب المصاحف" کو بنیاد بنا کر لکھی گئی ہے۔ جیفری کی تمام تصانیف کا لب لباب ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ بائبل کی طرح قرآن مجید بھی کوئی مستند مذہبی کتاب نہیں ہے۔ آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد کی کتاب "کتاب المصاحف" کو ایڈٹ (Edit) کر کے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اس نے اپنے عربی مقدمے میں قرآن کے بارے میں کئی عجیب وغریب خیالات ونظریات کا اظہار کیا ہے۔ آرتھر جیفری کی تحقیق سے مزین "کتاب المصاحف" 1937ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس اشاعت کے شروع میں اس نے اپنی کتاب "Materials for the History of the Text of the Qur'an" کو بھی شائع کیا۔ یہ کتاب 609 صفحات پر مشتمل ہے۔ جیفری نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن کی مختلف اصطلاحات دیگر مذاہب اور غیر زبانوں سے مستعار ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ برآمد کرنا مقصود ہے کہ جب الفاظ مستعار ہیں تو ان کے معنی اور مفہوم بھی درآمد کیے گئے ہیں۔ گویا اسلام محض دوسرے مذاہب کی نقل ہے۔

4 کتابت قرآن پر آرتھر جیفری کے اشکالات

نص قرآن کے حوالے سے جیفری کا بنیادی نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس کا متن متعین نہ تھا۔ اس کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے دور میں مسلمانوں کا کسی ایک قرآن پر اتفاق نہیں تھا۔ اس کے ثبوت میں ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس اپنے اپنے ذاتی مصاحف موجود تھے جو ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اس نے اپنے دعویٰ کی توثیق کے لئے 15 صحابہ اور 13 تابعین کے ذاتی مصاحف "Material for the History of the Text of the Quran" میں پیش کیے ہیں۔ جیفری کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحریری مواد جمع کرتے، اس کی چھان پھٹک کرتے اور اسے ایک مرتب کتاب کی شکل دینے کے لیے اس پر نظر ثانی کرتے رہے، تاکہ اسے اپنی کتاب کی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں، لیکن اس منصوبہ کی تکمیل سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا[15] آج قرآن میں جو کچھ موجود ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کے پیروکاروں کے جمع کردہ اس مواد کا نام ہے، جسے آپ کے الہامات کے مجموعے کے طور پر شائع کیا گیا[16] جیفری نے بیل اور ٹوری کے حوالے سے تحریر کیا ہے:

> "Recent research by Dr. Bell of Edinburgh and Prof. Torrey of Yale has suggested that there is internal evidence in the Quran itself that the prophet kept in his own care a considerable mass of revelation material belonging to various periods of his activity, some of it in revised and some of it in unrevised form, and that this material was to form the basis of the Kitab he wished to give his community before he died. Death, however, overtook him before anything was done about the matter."[17]

"ایڈنبرا (Edinburgh) کے ڈاکٹر بیل اور ییل (Yale) یونیورسٹی کے پروفیسر ٹوری کی حالیہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ خود قرآن مجید میں بھی اس کے شواہد موجود ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے مختلف ادوار میں وحیِ الٰہی کے مختلف اجزاء کو اپنی نگہداشت میں رکھا۔ ان میں سے کچھ اجزاء مرتب شکل میں تھے اور کچھ اجزاء 'غیر مرتب شکل میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے چل کر انہی اجزاء کو مصحف کی شکل میں امت کے حوالے کرنا تھا۔ مگر بدقسمتی سے اس کام کو مکمل کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔"

آرتھر جیفری عہد رسالت میں تحریری شکل میں قرآن کی عدم موجودگی سے متعلق لکھتے ہیں:

> "To begin with it is quite certain that when the Prophet died there was no collected, collated, arranged body of material of his revelations. What we have is what could be gathered together somewhat later by the leaders of the community when they began to feel the need of a collection of the Prophet's proclamations and by that time much of it was lost, and other portions could only be recorded in fragmentary form. There is a quite definite and early Tradition found in several sources which says, "The Prophet of Allah was taken before any collection of the Qur'an had been made"[18]

یہ بات بالکل یقینی ہے کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت وحی الٰہی مرتب اور مجموعے کی شکل میں موجود نہیں تھی۔ آج قرآن میں جو کچھ موجود ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کے پیروکاروں کے جمع کردہ مواد کا نام ہے

---

15 Arthur Jeffery, The Koran: Selected Suras, Heritage Press, New York, 1958, pp. 14-15.
16 Arthur Jeffery, Islam: Muhammad and his religion, Bobbs-Merrill Company, Indianapolis & New York, 1958, p. 47.
17 Arthur Jeffery, Materials for the history of the text of the Quran, E.J. Brill, Leiden, 1937, p. 5.
18 Ibid.

جب انہوں نے نبی ﷺ کے الہامات کے مجموعے کی ضرورت کو محسوس کیا۔ اس وقت تک اس کا بیشتر حصہ ضائع ہو گیا تھا، اور دوسرے حصے صرف چند ٹکڑوں کی شکل میں موجود تھے۔ ایک صحیح روایت جو کئی ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے اس میں درج ہے کہ "اللہ کے نبی ﷺ کی قرآن مجید کا مجموعہ ترتیب دینے سے پہلے وفات ہو گئی"۔

4.1 عہد نبوی میں عدم کتابت قرآن

آرتھر جیفری کہتے ہیں کہ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ قرآن مجید کی تدوین حضرت ابو بکر کے دور میں ہوئی تو اس بات کو ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید آپ ﷺ کے عہد میں لکھا ہوا موجود نہیں تھا۔ آرتھر جیفری مزید کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن مجید اوراق اور صحف کی صورت میں جمع تھا لیکن مستشرقین اس رائے کو قبول نہیں کرتے۔ آرتھر جیفری اپنے کتاب المصاحف کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

"وهذا الراى لا يقبله المستشرقون لانه يخالف جاء في احاديث اخرى انه قبض صلى الله عليه وسلم ولم يجمع القرآن في شئ"[19]

"مستشرقین اس بات کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ بات ان روایات کے خلاف ہے جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور قرآن کہیں بھی تحریری صورت میں موجود نہیں تھا۔"

وہ مزید لکھتے ہیں:

"لما قُبض النبي صلى الله عليه وسلم لم يكن في أيدى قومه كتاب۔"[20]

"جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو قوم کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔"

اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں:

"أنه قبض صلى الله عليه وسلم ولم يجمع القرآن في شيء، وهذا يطابق ما رُوي من خوف عمر بن الخطاب وأبي بكر الصديق لما استحر القتل بالقراء يوم اليمامة وقالا إن القتل استحر في قراء القرآن ونخشى أن يستحر القتل بالقراء في المواطن كلها فيذهب قرآن كثير، ويتبين من هذا أن سبب الخوف هو قتل القراء الذين كانوا قد حفظوا القرآن، ولو كان القرآن قد جُمع و كُتب لما كانت هناك علة لخوفهما، وفضلاً عن ذلك۔"[21]

"جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تب قرآن کسی چیز پر جمع نہیں تھا اور ان روایات کے مطابق ہے جن میں حضرت ابو بکر اور عمر کے اس خوف کو بیان کیا گیا ہے۔ جب جنگ یمامہ میں بہت سارے قراء شہید کر دیے گئے تھے۔ تب انہوں نے کہا ہمیں یہ ڈر ہے کہ اگر اسی طرح بہت سی جگہوں پر قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سارا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے خوف کی وجہ ان قراء کا قتل تھا جنہیں قرآن یاد تھا۔ اگر قرآن جمع کر لیا گیا تھا اور اسے لکھ لیا گیا تھا تو ان کے خوف کی وجہ کیا تھی؟"

---

[19] Al-Sijistani, Abu Bakr ibn Abi Dawood, Kitab Al-Masahif (Arthur Jeffery, Muqaddimah Kitab Al-Masahif, p. 5), Al-Rahmaniya Press, Egypt, 1932.

[20] Ibid.

[21] Ibid.

علاوہ ازیں آرتھر جیفری نے جس روایت کی بنیاد پر قرآن مجید کی عہد نبوی میں کتابت پر اعتراض کیا ہے اسے علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں نقل کیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے:

"قبض رسول الله ولم يكن القرآن جمع في شيء۔"[22]

"اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ درآنحالیکہ قرآن کسی چیز میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔"

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے آرتھر جیفری نے کہا ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی ﷺ میں لکھا نہیں گیا تھا۔ دراصل علامہ سیوطی کا طرز تحریر یہ ہے کہ وہ ایک موضوع سے متعلق ساری روایات کو ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں چاہے وہ ثقہ ہوں یا غیر ثقہ اور ان روایات میں فرق و امتیاز کرنا قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس روایت سے جہاں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن جمع نہیں ہوا تھا وہاں اسی الاتقان میں مستدرک حاکم کی ایک روایت حضرت زید بن ثابت سے ہی منقول ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی ﷺ میں لکھا جا چکا تھا۔

" كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع۔ " [23]

"ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے قرآن مجید جوڑا کرتے تھے۔"

علامہ سیوطی نے اس کے علاوہ بھی اور بہت ساری روایات بیان کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں قرآن مجید لکھا جا چکا تھا۔ مثلاً ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

"عن قتادة قال: سألت أنس بن مالك: من جمع القرآن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال: أربعة كلهم من الأنصار أبي بن كعب، ومعاذ بن جبل، وزيد بن ثابت، وأبو زيد۔"[24]

"حضرت قتادہ نے انس بن مالک سے سوال کیا کہ "رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کس نے قرآن مجید کو جمع کیا؟ انس بن مالک نے جواب دیا چار لوگوں نے اور وہ چاروں انصاری ہیں: "ابی بن کعب، معاذ بن جبل زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔"

قرآن مجید کے عدم کتابت کی بنیاد جن روایات پر رکھی گئی ہے ان میں قرآن مجید کے ایک جگہ جمع ہونے کا مسئلہ زیر بحث ہے نہ کہ کتابت کا۔ قرآن رسول اللہ ﷺ کی حیات میں مجموعہ کی شکل میں موجود نہ تھا۔ قرآن کا نزول ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ سلسلہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری لمحات تک جاری رہا، اس لیے آپ ﷺ کی زندگی میں آج کی طرح کتابی شکل میں منصۂ شہود پر آنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا، البتہ ہر آیت کے نازل ہوتے ہی آپ ﷺ لکھوا لیتے تھے۔ چنانچہ پورا قرآن مجید بلا کسی کم و کاست کے لکھا ہوا، آپ ﷺ کے حجرۂ مبارکہ میں موجود تھا۔

"فكان اذا نزل عليه الشئ دعا بَعْض مَنْ كان يَكْتُب فيقول: ضعوا هٰذا في السُّورة التي يذكر فيها كذا و كذا۔ " [25]

"چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی، تو (بلا تاخیر) جو لکھنا جانتے تھے، ان میں سے کسی کو بلاتے اور ارشاد فرماتے کہ: اس آیت کو اس سورت میں لکھو جس میں فلاں فلاں آیتیں ہیں۔"

اس بات کی مزید وضاحت حضرت زید بن ثابت کی ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں انہیں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت زید بن ثابت کی روایت امام بخاری نے کچھ یوں نقل فرمائی ہے:

---

22 Al-Suyuti, Al-Itqan Fi Uloom Al-Quran, 1/245.
23 Ibid, 1/202.
24 Ibid, 1/238.
25 Al-Hindi, Kanz Al-Ummal, Hadith No. 4770.

"قال زيد: فوالله لو كلفني نقل جبل من الجبال ما كان بأثقل على مما كلفني من جمع القرآن، قلت: كيف تفعلان شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال أبو بكر: «هو والله خير»، فلم يزل يحث مراجعتي حتى شرح الله صدري للذي شرح الله له صدر أبي بكر وعمر، ورأيت في ذلك الذي رأيا، فتتبعت القرآن، أجمعه من العسب والرقاع واللخاف وصدور الرجال۔"[26]

" حضرت زید فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر یہ حضرات مجھے پہاڑ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو مجھے اتنا مشکل نہ ہوتا، جتنا جمعِ قرآن کا بار ہوا، میں نے کہا بھی کہ آپ حضرات ایسا کام کیوں کر رہے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا؟ اس پر حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے، اور حضرت ابو بکر بار بار یہی دہراتے رہے؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا، جس کام کے لیے حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو شرحِ صدر عطا فرمایا تھا؛ چنانچہ میں نے کھجور کی شاخوں، پتھر کی باریک تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید تلاش کر کے جمع کرنا شروع کر دیا۔"

صحیح روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔

4.2 ترتیب قرآن

آرتھر جیفری کے نزدیک قرآن کی موجودہ ترتیب رسول اللہ ﷺ کی مقرر کردہ نہیں بلکہ مصحفِ عثمانی میں موجود ترتیب اس اصول کے تحت سامنے لائی گئی کہ لمبی سورتیں پہلے اور چھوٹی بعد میں رکھ دی گئیں۔ آرتھر جیفری نے قرآن مجید کی منتخب سورتوں کی ترتیب نو کو متعارف کرایا اور اس بات کی سعی کی کہ کسی طرح آپ ﷺ کی فکر میں ارتقاء ثابت کیا جا سکے۔ جیفری قرآن مجید کی ترتیب توقیفی کو بھی ماننے کیلئے تیار نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"فإن علماء الغرب لا يوافقون على أن ترتيب نص القرآن كما هو اليوم في أيدينا من عمل النبي صلى الله عليه وسلم۔"[27]

"علمائے مغرب قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کو جو ہمارے پاس اب موجود ہے آپ ﷺ کی طرف سے تسلیم نہیں کرتے۔"

جیفری نے قرآن کی آیات وسور کی ترتیب کو اپنا خاص موضوع اس لئے بنایا تاکہ وہ یہ ثابت کر سکیں کہ قرآن مجید غیر مرتب اور ناقص ہے۔ ان کے نزدیک قرآن اس ترتیب کے مطابق نہیں جس پر وہ نازل ہوا تھا۔ سورتوں اور آیات کی ترتیب میں اختلافات گویا اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی میں حتمی شکل میں لکھا ہوا موجود نہ تھا۔

امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ قرآن میں آیات اور سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یعنی نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام اور انہوں نے اللہ کے حکم سے پورا قرآن مرتب طور پر تحریر کرایا۔ آج بھی اسی ترتیب سے قرآن لکھا اور پڑھا جا رہا ہے، اور اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے:

"الإجماع والنصوص المترادفة على أن ترتيب الآيات توقيفي لا شبهة في ذلك وأما الإجماع فنقله غير واحد منهم الزركشي في البرهان وأبو جعفر بن الزبير في مناسباته وعبارته: ترتيب الآيات في سورها واقع بتوقيفه صلى الله عليه وسلم. وأمره من غير خلاف في هذا بين المسلمين۔"[28]

---

26 Al-Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Ahkam, Bab Yustahab lilkatib, Hadith No. 7191.

27 Arthur Jeffery, Muqaddimah Kitab Al-Masahif, p. 5.

28 Al-Suyuti, Al-Itqan Fi Uloom Al-Quran, 1/211.

"قرآن پاک کی آیات کی ترتیب کے توقیفی ہونے پر اجماع امت اور مترادف مضامین والی متعدد نصوص موجود ہیں، جن کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ چنانچہ امام زرکشی نے البُرہان میں، اور ابو جعفر نے اپنی کتاب مُناسَبات میں اجماع امت نقل کیاہے۔ ابو جعفرؒ لکھتے ہیں کہ مختلف سورتوں میں آیات کی ترتیب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اطلاع دینے اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق واقع ہوئی ہے اور اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

اس کی مزید تائید مستند احادیث اور روایات سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ مسند احمد، سنن ابی داؤد اور ترمذی وغیرہ میں ابن عباس سے یہ روایت مروی ہے:

"قال: حدثنا ابن عباس، قال: قلت لعثمان بن عفان: ما حملكم أن عمدتم إلى الأنفال وهي من المثاني وإلى براءة وهي من المئين فقرنتم بينهما ولم تكتبوا بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ووضعتموها في السبع الطول، ما حملكم على ذلك؟ فقال عثمان: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مما يأتي عليه الزمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد. فكان إذا نزل عليه الشيء دعا بعض من كان يكتب فيقول: «ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا و كذا» وإذا نزلت عليه الآية فيقول: «ضعوا هذه الآية في السورة التي يذكر فيها كذا و كذا»، و كانت الأنفال من أوائل ما نزلت بالمدينة و كانت براءة من آخر القرآن و كانت قصتها شبيهة بقصتها فظننت أنها منها، فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا أنها منها، فمن أجل ذلك قرنت بينهما ولم أكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم، فوضعتها في السبع الطول."[29]

"میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کس طرح سورۃ الانفال کو جن کا تعلق مَثَانِي (جن کی آیات 100 سے کم ہیں) سورۃ التوبہ کے ساتھ جن کا تعلق مِئِين (100 سے زیادہ آیات والی سورتوں) میں ہوتا ہے، جوڑ دیا اور ان کے درمیان آپ نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی سطر نہیں لکھی، اور آپ نے ان دونوں کو سبع طِوال میں رکھ دیا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ دراصل جب نبی ﷺ پر کئی کئی آیات والی سورتیں نازل ہوتیں تو آنحضور ﷺ وہاں موجود کسی نہ کسی کاتبِ قرآن کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں، جس میں یہ یہ آیات اور فلاں مضمون ہے، رکھ دو۔ سورۃ الانفال مدینہ منورہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورۃ ہے اور سورۃ التوبہ قرآنِ کریم کی نزولی اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے اور چونکہ دونوں کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے، لہٰذا میں نے یہ گمان کیا کہ یہ سورۃ اسی کا حصہ ہے مگر آنحضور ﷺ کا انتقال ہو گیا اور آپ ﷺ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ یہ سورۃ اس کا حصہ ہے یا نہیں۔ اسی لیے میں نے دونوں سورتوں کو باہم ملا دیا ہے، مگر دونوں کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہیں لکھی اور میں نے اسی گمان کے مطابق اسے سبع طوال میں رکھ دیا ہے۔"

اِسی طرح کی ایک حدیث امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے:

29 Al-Tirmidhi, Jami 'al-Tirmidhi, Kitab Tafsir Qur'an Kareem, Bab waman Surah At-Tawbah, Hadith No. 3086.

"قال ابن الزبير: قلت لعثمان: هذه الآية التي في البقرة {والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا}إلى قوله {غير إخراج} قد نسختها الأخرى، فلم تكتبها؟ قال: «تدعها يا ابن أخي، لا أغير شيئا منه من مكانه». "[30]

"میں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا: اے عثمان! قرآنِ کریم کی آیت: "والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا"[31] سے لے کر "غير إخراج" تک کو دوسری آیت نے منسوخ کردیا ہے۔ پھر آپ نے اس(منسوخ شدہ) آیت کو قرآن کریم میں کیوں درج کیا اور اُسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟ حضرت عثمانؓ نے کہا: بھتیجے میں کسی شے کو اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کر سکتا۔"

ان واضح روایات کے ساتھ ساتھ اس طرح کے مضمون کی بیسیوں ایسی احادیث بھی مروی ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے صبح وشام اور دوسرے کئی مواقع پر مختلف سورتوں کے تلاوت کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، یا مختلف سورتوں سے تعلق رکھنے والی آیات کی تلاوت کا ذکر کیا ہے، یا مختلف سورتوں کی آیات کے طویل یا مختصر ہونے کو بیان کیا ہے۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں بھی قرآنِ مجید اسی ترتیب کے مطابق تھا، جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی ترتیب کے مطابق ہی قرآن مجید کی جمع وتدوین فرمائی۔

نامور محقق قاضی ابو بکرؒ اپنی کتاب الانتصار میں لکھتے ہیں:

"ترتيب الآيات أمر واجب وحكم لازم فقد كان جبريل يقول ضعوا آية كذا في موضع كذا۔" [32]

"آیات کی ترتیب ایک لازمی معاملہ اور ضروری حکم ہے، چنانچہ حضرت جبریلؑ بتایا کرتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں جگہ رکھو۔"

درج بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ ترتیب قرآن آیات اور سورتوں کی باہمی ترتیب سے عبارت ہے، قرآن مجید کی ترتیب حضور اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مکمل ہو گئی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف قرآنِ مجید کو اسی ترتیب کے مطابق ایک نسخے میں جمع کر دیا۔

4.3 نامکمل قرآن

آرتھر جیفری اس بات کا بھی دعویٰ کرتا ہے کہ جو قرآن رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا موجودہ قرآن بعینہ وہ قرآن نہیں ہے، یہ اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تحریر نہیں ہوا تھا، رسول اللہ قرآن کو مرتب و مکمل شکل میں پیش کرنے میں ناکام رہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے جانشینوں نے اسے مرتب ومدون کیا۔

عہدِ صدیقی اور عہدِ عثمانی میں تیار کیے گئے قرآن مجید کے نسخوں کو بھی مستشرقین نامکمل اور غیر معیاری قرار دیتے ہیں۔ جیفری عہدِ صدیقی میں کسی مکمل نسخے کی تیاری کا صاف انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عہد صدیقی میں مصحف صدیقی کے علاوہ بھی کئی نسخے موجود تھے، جس

---

30 Al-Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Tafsir Al-Qur'an, Hadith No. 4536.

31 Al-Quran, Al-Baqarah 2: 234.

32 Al-Baqillani, Abu Bakr Muḥammad ibn aṭ-Ṭayyib, Intiṣar lil-Qurʾān, Dar al-Kutub al-Ilmiyah, 2012, 1/253.

سے یہ بات متحقق ہو جاتی ہے کہ مصحف صدیقی بھی دیگر نسخہ جات کی طرح ایک ذاتی نوعیت کا نسخہ تھا اور ذاتی نوعیت کے سارے نسخے نامکمل تھے، اور نتیجہ یہ کہ قرآن نامکمل تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے نسخہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

> "His collection would have been a purely private affair, just as quite a number of other companions of the Prophet had made personal collections as private affairs. It was after the death of the Prophet that these collections became important."[33]

ان کا مجموعہ مکمل طور ایک ذاتی نوعیت کا مجموعہ تھا، بالکل اسی طرح جیسا کہ نبی ﷺ کے بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے ذاتی مجموعے ترتیب دیے تھے۔ پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد یہ مجموعے اہمیت اختیار کر گئے۔

آرتھر جیفری سورہ فاتحہ کو قرآن سے نکالنے کے لیے انوکھا استدلال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

> "Sura I of the Koran bears on its face evidence that it was not originally part of the text, but was prayer composed to be placed at the head of the assembled volume, to be recited before reading the book, a custom not unfamiliar to us from other sacred books of the Near East. The Koranic style, as is well known, is that in it from beginning to end, Allah is addressing man. In the Fatiha, however, it is man addressing Allah"[34]

" سورۃ فاتحہ کے متن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ درحقیقت یہ سورۃ قرآن کے متن کا حصہ نہیں تھی بلکہ یہ دعا تھی جو کتاب قرآن کی تلاوت سے پہلے پڑھی جاتی اور ہر نسخہ کے شروع میں لکھ دی گئی۔ قرآن کریم کے اسلوب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ابتداء سے آخر تک پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ انسان سے مخاطب ہیں جب کہ فاتحہ کے اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ انسان اپنے رب سے مخاطب ہے "

آرتھر جیفری نے سورۃ فاتحہ کو قرآن سے خارج قرار دیا ہے وجہ یہ بیان کی ہے کہ سورۃ فاتحہ کا اسلوب بقیہ قرآن سے مختلف ہے۔ قرآن میں اللہ بندوں سے خطاب کر رہے ہیں اور فاتحہ میں بندہ رب سے مخاطب ہے جیفری کا یہ خیال اس بنا پر رد کیا جا سکتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں دیگر بہت سے مقامات پر بھی بندہ اپنے رب سے مخاطب ہے اور وہی اسلوب ہے جو فاتحہ کا ہے یہاں چند امثال کے ذریعے وضاحت کی جاتی ہے سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾[35]

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾[36]

33 Arthur Jeffery, Materials for the history of the text of the Quran, p. 7.
34 Arthur Jeffery, A Variant Text of Faitha, The Muslim World, Volume 29, 1939, p. 158.
35 Al-Quran, Al-Baqarah 2: 286.
36 Al-Quran, Al-Imran 3:08.

سورۃ حشر میں ارشاد ہے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[37]

قرآن کریم میں یہی اسلوب دیگر بہت سے مقامات پر اپنایا گیا ہے اور مذکورہ بالا امثال جیفری کے خیال کو باطل قرار دیتی ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نازل ہونے کے ساتھ ہی آیات کو تحریر کرا دیا کرتے تھے، اور لکھوانے کے ساتھ ساتھ حفظ بھی کراتے تھے، پھر اسے اپنے پاس محفوظ بھی فرمالیتے تھے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پورا قرآن مجید لکھی ہوئی شکل میں بھی موجود تھا، لیکن ایک جلد میں مجلد نہ تھا، مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو لوگ پڑھے لکھے تھے، وہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر آیات لکھ لیا کرتے تھے، جب کسی سورۃ میں آیت کا اضافہ ہوتا تو معلوم کر کے ترتیب کے مطابق درج فرمالیتے تھے، اس طرح بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصدیق کیا ہوا قرآن مجید کا نسخہ موجود تھا، بعض کے پاس تو پورا قرآن مجید لکھا ہوا تھا اور بعض کے پاس چند سورتیں اور چند آیتیں لکھی ہوئی موجود تھیں، قرآن مجید کو ضبط تحریر لانے کا سلسلہ ابتداء ہی سے چلا آرہا تھا، جس کی گواہی مندرجہ ذیل روایتوں سے ملتی ہے:

حضرت عمر کے اسلام لانے والی روایت میں ہے کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید ان سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، وہ حضرت خباب سے قرآن سیکھ رہے تھے، جس وقت حضرت عمر شدید غصے میں ان کے پاس پہنچے تو ان کے پاس قرآن کا لکھا ہوا ایک مجموعہ تھا جس میں سورۃ طٰہٰ کی آیتیں درج تھیں، حضرت عمرؓ کو دیکھ کر انہوں نے وہ مجموعہ چھپا دیا تھا۔[38]

امام بخاری نے "کتاب الجہاد" میں ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ہے:

"عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو."[39]

" حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصاحف (لکھا ہوا قرآن مجید) لے کر دشمنوں کی علاقے میں جانے سے منع فرمادیا تھا۔"

عبد العزیز بن الرفاعی سے روایت ہے:

"عن عبد العزيز بن رفيع، قال: دخلت أنا وشداد بن معقل، على ابن عباس رضي الله عنهما، فقال له شداد بن معقل: أترك النبي صلى الله عليه وسلم من شيء؟ قال: «ما ترك إلا ما بين الدفتين» قال: ودخلنا على محمد ابن الحنفية، فسألناه، فقال: «ما ترك إلا ما بين الدفتين»."[40]

"عبد العزیز بن رویفع کہتے ہیں: میں اور شداد بن معقل ابن عباس کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کے سوا بھی (قرآن کا) کچھ چھوڑا تھا۔ انہوں نے جواب دیا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے سوا کچھ نہیں

37 Al-Quran, Al-Hashr 59:10.

38 Al-Dar Qutni, Sunan Al-Daraqutni, Bab Nahi Al-Muhaddis an Mas Al-Quran, Dar Al-Nashr, Lahore, 1/123.

39 Al-Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Jihad, Hadith No. 2990.

40 Al-Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Fazail Al-Qur'an, Hadith No. 5019.

چھوڑا جو (قرآن کے) ان دو گتوں کے درمیان میں محفوظ ہے۔ پھر ہم محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی یہی پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو گتوں کے درمیان محفوظ ہے۔"

یہ روایت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی اپنی امت کیلئے چھوڑا تھا، وہ بین الدفتین محفوظ کر لیا گیا تھا۔ حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے:

"باب من قال: لم يترك النبي صلى الله عليه وسلم إلا ما بين الدفتين۔"[41]

"یہ باب ہے اس شخص کا بیان جو کہتا ہے: حضور ﷺ نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ ان دو گتوں کے درمیان ہے"

یہ باب ان (لوگوں) کے رد میں باندھا گیا ہے جو یہ سوچتے ہیں کہ قرآن کا بیشتر حصہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ساتھ ضائع ہو گیا تھا جو اسے (قرآن) جانتے تھے۔

بدرالدین عینی نے بھی بالکل یہی نقطہ پیش کیا ہے۔[42] شہاب الدین آلوسی کا تبصرہ اس سارے مسئلے کو سمجھنے میں بہت مددگار ہے، لکھتے ہیں:

"أجمعوا على عدم وقوع النقص فيما تواتر قرآنا كما هو موجود بين الدفتين اليوم۔"[43]

" تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے اور جو بین الدفتین قرآن ہے وہ متواتر ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مکمل قرآن مجید مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا، مگر سارے اجزا الگ الگ تھے، حضرت ابو بکر نے قرآن مجید کی تمام سورتوں کو ایک ہی مجموعہ میں جمع کرنے کا کام حکومتی سطح پر اور سب کی رائے سے کیا، جس سے ایک ایسا مجموعہ تیار ہو گیا جس پر سب صحابہ کا اجماع تھا۔

4.4 اختلاف قراءاتِ قرآنیہ

اختلاف قراءتِ قرآنیہ کے حوالے سے قرآن پر نقد میں سب سے نمایاں نام جیفری کا ہی ہے۔ اس نے تفسیر، لغت، ادب اور قراءات کی مختلف کتابوں سے قراءات کے اختلافات جمع کر کے بزعم خود چھ ہزار (6000) ایسے مقامات کی نشاندہی کی جو مصحفِ عثمانی سے مختلف تھے۔ اس نے اسلامی علوم کے ورثے میں سے مختلف قراءات کی بنیاد پر 15 بنیادی اور 13 ثانوی نسخہ جات پیش کرنے کی کوشش کی، جو اس کے نزدیک مصحفِ عثمانی کے مقابل نسخہ جات کی حیثیت رکھتے تھے۔[44] اس کا کہنا ہے کہ مصحف کی تیاری کے لیے نامزد کی گئی کمیٹی نے دیگر نسخہ جات میں پائے جانے والے مواد کو نظر انداز کرتے ہوئے بہت سا ایسا مواد قرآن میں شامل کر دیا، کہ اگر محمد ﷺ کو کتاب کو حتمی شکل دینے کا موقع ملتا تو وہ اس مواد کو ہرگز شاملِ قرآن نہ کرتے۔ وہ لکھتے ہیں:

"This Scripture is in our hands as the Qur'an. What we have may not be precisely what he would have wished to leave with his community as the Kitab, for he died before he had issued it as an authoritative collection, and we cannot be absolutely sure that what his successors gathered together and issued after his death was just what he would have wished it to be."[45]

---

41 Ibn Hajar, Fateh al-Bari, 9/65.

42 Al-Aini, Badruddin, Allama, Umda Al-Qari Sharh Sahih Al-Bukhari, Darahiya Al-Tarath Al-Arabi, Beirut, 1421 AH, 20/36.

43 Alusi, Mahmoud, Allama, Ruh al-Ma'ani fi Tafsir al-Quran al-Azeem wa Sabba al-Mathani, Dar al-Kitab al-Ilmiya, Beirut, 1415 AH, 1/26.

44 Mohammad A. Chaudhary, Orientalism on Variant Reading of the Quran: The Case of Arthur Jeffery, American Journal of Islamic Social Science Vol.12, No. 2(1995), pp. 171-172.

45 Arthur Jeffery, The Quran as Scripture, Russell F. Moore Co, New York, 1952, p. 93.

جیفری مسلمانوں کے اس اجماعی موقف سے شدید اختلاف رکھتے ہیں کہ اختلاف قراءات محض زبانی تلفظ اور لہجوں کا اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ان کے دعویٰ کے مطابق مصحف ابن مسعودؓ اور مصحف ابی بن کعبؓ سے مختلف قراءات کا جو بھاری ذخیرہ ہم تک پہنچاہے وہ صاف بتارہا ہے کہ یہ درحقیقت متن کا اختلاف ہے۔ ان تفصیلات کو ذکر کرنے کے بعد وہ اپناہدف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وكانت هذه المصاحف يختلف بعضها عن بعض لان كل نسخة منها اشتملت على ما جمعه صاحبها وما جمعه واحد لم يتفق حرفيا ما جمعه الآخرون۔"[46]

"یہ مصاحف آپ میں ایک دوسرے سے مختلف تھے کیونکہ ہر نسخہ اپنے جامع کی درج کردہ(معلومات) پر مشتمل تھااور ایک کا جمع کیاہوا دوسروں سے ایک حرف میں بھی متفق نہیں تھا۔"

آرتھر جیفری نے "کتاب المصاحف کو ایڈٹ(Edit) کیا اور اس کے شروع میں عربی زبان میں ایک مقدمہ لکھا۔ اس مقدمہ میں انہوں نے اس کتاب سے متعلق اپنے تاثرات لکھتے ہوئے کہا:

"نتقدم بهذا الكتاب للقراء على أمل أن يكون أساساً لبحث جديد في تاريخ تطور قراءات القرآن. نشر في أيامنا هذه علماء الشرق كثيراً مما يتعلق بتفسير القرآن وإعجازه وأحكامه ولكنهم إلى الآن لم يبينوا لنا ما يستفاد منه التطور في قراءاته، ولا ندري على التحقيق لِمَاذا كفّوا عن هذا البحث في عصر له نزعة خاصة في التنقيب عن تطور الكتب المقدسة القديمة وعن ما حصل لها من التغير والتحوير ونجاح بعض الكتّاب فيها۔"[47]

"ہم اس کتاب کو اس امید کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ قرآن کی قراءات کی ارتقاء کی جدید تحقیق کی بنیاد اس پر ہوگی۔ اگرچہ اس دور میں مشرق کے علماء قرآن کے اعجاز واَحکام کے متعلق بہت سی کتابیں شائع کررہے ہیں، لیکن وہ ہمارے سامنے قراءات کے اِرتقائی مراحل کی وضاحت کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ ہمیں یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی کہ مسلمان اس بحث میں تحقیق کرنے سے اس حد تک کیوں گریزاں ہیں، جبکہ فی زمانہ، ارتقاء کے متعلق، کتب قدیمہ میں خاص طور پر کئی نزاعات سامنے آرہے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں جو تبدیلی یا تحریف واقع ہوئی ہے اس حوالہ سے بعض لکھنے والے کامیاب بھی ہوئے ہیں۔"

اختلاف قراءاتِ قرآنیہ کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق قرآن حکیم آپ ﷺ پر سات حروف میں نازل کیا گیا۔ سات حروف سے مراد سات لہجے یا تلاوت قرآن کے ساتھ مختلف طرق ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جبریلؑ نے پہلے مجھے قرآن ایک حرف پر پڑھوایا، پھر میں نے بار بار ان سے اصرار کیا اور یہ مطالبہ کرتارہا کہ قرآن مجید دوسرے حروف میں بھی پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ وہ یہ اجازت دیتے گئے۔ یہاں تک کہ معاملہ سات حرفوں تک پہنچ گیا۔[48]

رسول اللہ ﷺ نے تلاوت قرآن میں سہولت پیدا کرنے کے لیے مختلف بوڑھے، امی اور بدوی عرب قبائل کو ان کے اپنے لہجے میں تلاوت کی اجازت دی۔ اس اجازت کی بناپر ابتداءً قراءات میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ ہر قبیلے کے لوگ اپنے لہجے کے مطابق قرآن حکیم پڑھا کرتے تھے۔ مختلف طرق یا لہجوں کے مطابق قرآن کی تلاوت اس وقت تک جاری رہی جب تک حضرت عثمان نے قرآن حکیم کی ایک قراءت کو

---

46 Arthur Jeffery, Muqaddimah Kitab Al-Masahif, p. 6.
47 Arthur Jeffrey, Muqaddimah Kitab Al-Masahif, p. 1.
48 Al-Tabari, Muhammad Ibn Jarir, Jami al-bayan an taʾwil ay al-Qurʾān, Dar al-Ma'arif, Cairo, 1946, 1/32.

سرکاری طور پر نافذ نہ کر دیا اور دیگر تمام قراءات اور لہجوں پر پابندی نہ لگا دی۔ حضرت عثمان نے صرف وہی قراءت باقی رکھی جو خود رسول اکرم ﷺ کی قراءت تھی۔[49]

جیفری نے قراءات ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قراءات کو اکٹھا کیا ہے۔ یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ مختلف قراءات میں باہم واضح فرق ہوتا ہے۔ تاہم اختلاف قراءات کا مسئلہ بھی مسئلہ نسخ کی طرح مسیحی اہل علم اور مسلمان علماء کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے اور خود مسیحی علماء کے مطابق بائبل میں بھی اسی طرح کا اختلاف قراءات موجود ہے۔ یہاں ہم چند مسیحی علماء کے اقوال سپرد قلم کرتے ہیں جن میں اس بات کا کھلے دل سے اقرار کیا گیا ہے کہ بائبل میں بھی اختلاف قراءات موجود ہے۔ پادری ایچ۔ یو۔ سٹینٹن(H.U Stanton) لکھتے ہیں:

"(بائبل کے) مختلف نسخوں میں جو قراءات کا اختلاف تھا، مسلمان اہل علم نے اس کو اپنے دعویٰ میں تحریف کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے۔"[50]

پادری برکت اللہ ایم-اے لکھتے ہیں کہ "مسورائی علماء کے دو بڑے فریق تھے ایک فریق بابلون میں تھا اور دوسرا کنعان میں عبرانی کتب مقدسہ کے مطالعے میں دونوں فریق بڑھ چڑھ کر تھے دونوں کی قراءات میں چند اختلافات تھے اور جو کہ مشرقی اور مغربی قراء تیں کہلاتی تھیں۔"[51] اس سے آگے بڑھ کر پادری فنڈر لکھتے ہیں کہ "قرآنی اختلاف قراءات سے بائبل کا اختلاف قراءات بہ نسبت زیادہ ہے"[52]

الغرض یہ تو ایک بدیہی مسئلہ ہے اور دونوں فریق اس کی موجودگی کو مانتے ہیں۔ قرآن کی قراءاتِ متواترہ نبی کریم ﷺ سے ثابت و منقول ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے بغیر کسی قسم کی تبدیلی یا کمی وزیادتی نہیں کرتے تھے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلْقَآئِ نَفْسِيٓ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ﴾[53]

"(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے کہ مجھے نہیں حق کہ میں اس کو بدل دوں اپنی طرف سے، میں تو صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے تمام حروف والفاظ جبریلؑ سے حاصل کر کے ہو بہو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچائے، اسی طرح صحابہ نے اپنے بعد والوں کو اور آج تک یہ سلسلہ بغیر کسی کمی بیشی کے جاری ہے اور رہے گا۔ یہ تو ایک ایسی سنت ہے جو نقل در نقل ثابت ہے، چنانچہ مسلمان قراءت کی تحقیق ووضاحت سے غافل نہیں اور نہ ہی اس کو چھپاتے ہیں بلکہ وہ تو اسی پر آج تک قائم ہیں جو ان کو بطریقِ تواتر موصول ہوئی ہے اور یہیں سے مستشرقین وملحدین کی عدم واقفیت کی بھی قلعی کھلتی ہے کہ وہ کس قدر قرآنی قراءت کے ایصال وترویج اور ان کے تواتر سے بتکلف صرفِ نظر کرتے ہیں۔ جیفری کا یہ شبہ، کہ مسلمان علماء اپنی کتاب میں ارتقاء کی بحث سے رکے رہے ہیں، اس کی اس خواہش کو واضح کرتا ہے کہ کاش یہودی اور عیسائی علماء کی طرح مسلمان بھی اپنی کتاب میں تحریف کرتے، لیکن مسلم علماء کی امانت ودیانت اور علم وتحقیق میں ان کا نقل وتواتر پر مدار کتاب اللہ کی حفاظت کا واضح ثبوت ہے۔

---

49 Mohammad A. Chaudhary, Orientalism on Variant Reading of the Quran: The Case of Arthur Jeffery, American Journal of Islamic Social Science Vol.12, pp. 175-176.

50 H. U. Stanton, Tafseer of the Gospel of Matthew, p:10.

51 Barakatullah, Allama, Authenticity of the Books of Bible, 1969, p. 132.

52 Funder, Pastor, Meezan-ul-Haq, Punjab Relims Book Society, Lahore 1892, Volume 1 Chapter 4, p. 14.

53 Al-Quran, Yunus 10:15.

4.5 اختلافِ مصاحف

آرتھر جیفری اپنی کتاب "Material for the History of the Text of the Quran" میں کتاب المصاحف کے اس حصے کو بنیاد بناتے ہیں جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے مختلف انفرادی مصاحف بیان کیے گئے ہیں۔ وہ اپنی تحقیق کے مطابق یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں مسلمانوں کا کسی ایک قرآن پر اتفاق نہ تھا بلکہ ان میں سے اکثر کے پاس اپنا ذاتی مصحف تھا اور یہ ذاتی مصحف ایک ایسے قرآن پر مشتمل تھا جو دوسرے کے پاس موجود نہ تھا۔ جیفری نے "کتاب المصاحف" کو بنیاد بناتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ روایات و آثار سے 15 صحابہ[54] اور 13 تابعین کے ان ذاتی مصاحف کا پتہ چلتا ہے جن کی آیات مصحف عثمانی اور مروجہ قراءات کے خلاف ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اپنی نگرانی میں لکھواتے تھے اور حفاظ اس کو یاد بھی کر لیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ان لکھوائے ہوئے اوراق کی مدد سے اور حفاظ کرام کی مدد سے حضرت ابو بکر نے پہلا نسخہ زید بن ثابت کی نگرانی میں ترتیب دلوایا۔ اب کیسے ممکن ہے کہ جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قران کی کتابت کی ہو، انہی سے اپنے ذاتی نسخے لکھتے وقت ان میں غلطیاں سرزد ہو گئی ہوں کہ بعد میں ان کی تصحیح کی ضرورت پیش آتی!

کتب میں صراحت موجود ہے کہ دور صدیقی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس موجود انہی نسخوں کو دیکھ بھال کر اور دیگر نامکمل مخطوطات سے موازنہ کے بعد ہی کسی حتمی نتیجے پر پہنچ کر آیات کو داخل مصحف کیا جاتا تھا۔ چنانچہ "لکھنے کے بعد صحابہؓ کرام کے پاس موجود لکھے ہوئے مجموعوں سے ملایا جاتا، تاکہ یہ مجموعہ متفقہ طور پر قابلِ اعتماد ہو جائے"[55] لہٰذا جیفری کا اختلاف مصاحف کا مؤقف مسلمانوں کے قرآن مجید کے متعلق حفاظتی اور احتیاطی اصولوں کے مقابلہ میں قابل اعتماد نہیں ہے۔

4.6 مصحف عثمانی کی حیثیت

مستشرقین مصحفِ عثمانی کو اصلی قرآن نہیں مانتے کیونکہ ان کے نزدیک مصحف عثمانی کے تیار ہونے سے پہلے قرآن کا کوئی قابل اعتماد اور معیاری نسخہ موجود نہیں تھا، ان کے نزدیک مصحف صدیقی قرآن مجید کا معیاری نسخہ نہیں ہے اور مصحف عثمانی مصحف صدیقی ہی کی نقل ہے لہٰذ مصحف عثمانی اصلی قرآن نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر کے زمانے میں جمع قرآن کے کام کے بارے آرتھر جیفری کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک ذاتی جمع تھی نہ کہ سرکاری۔ اس کے گمان میں سرکاری سطح پر قرآن کی جمع کا کام حضرت عثمان کے دور میں شروع ہوا۔ آرتھر جیفری نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ بعض اسکالرز کی تحقیق کے مطابق زید بن ثابت نے جمع قرآن کا کام صرف عثمان کے لیے کیا تھا لیکن چونکہ عثمان کی شخصیت متنازع تھی لہٰذا بعض اصحاب نے جمع قرآن کے کام کی نسبت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کرنے کے لیے کچھ ایسی روایات وضع کر لیں جن کے مطابق زید بن ثابت کو ابو بکر کے زمانے میں جمع قرآن پر مامور کیا گیا تھا۔ آرتھر جیفری 1946ء میں بیان کردہ اپنے ایک لیکچر میں کہتا ہے:

> "Modern criticism is willing to accept the fact that Abu Bakr had a collection of revelation material made for him, and maybe, committed the making of it to Zaid b. Thabit. It is not willing to accept, however, the claim that this was an official recension of the text. All we can admit is that it was a private collection made for the first Caliph Abu Bakr. Some scholars deny this, and maintain that

---

[54] جیفری نے درج ذیل 15 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف مصاحف کی نسبت کی ہے: 1)۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 2)۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ 3)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ 4)۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ 5)۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ 6)۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا 7)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ 8)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ 9)۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ 10)۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ 11)۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ 12)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا 13)۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ 14)۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا 15)۔ حضرت عبید بن عمیر۔

[55] Al-Zarkashi, Al-Burhan Fi Uloom Al-Quran, 1/238.

Zaid's work was done for the third Caliph, Uthman, but as 'Uthman was persona non grata to the Traditionists, they invented a first recension by Abu Bakr so 'Uthman might not have the honour of having made the first Recension."[56]

حضرت ابو بکر صدیق کے زمانے میں زید بن ثابت کو سرکاری طور پر ایک ایسے مصحف کی تیاری کا حکم دیا گیا جس میں قرآن کی تمام آیات وسور کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو۔ اس مصحف کی تیاری کا تذکرہ بہت سی روایات میں ملتا ہے:

"حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں اہل یمامہ کی جنگ کے وقت بلوا بھیجا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر کے پاس حضرت عمر موجود ہیں۔ حضرت ابو بکر نے کہا: عمر میرے پاس آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یمامہ کی جنگ میں قراء کی کثیر تعداد شہید ہوئی ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی قراء کی ایک بڑی تعداد شہید ہو جائے اور ہم سے قرآن کا اکثر حصہ ضائع ہو جائے۔ اس لیے میرا خیال یہ ہے کہ آپ جمع قرآن کا حکم جاری فرمائیں۔ میں (یعنی ابو بکر) نے عمر سے کہا: تم وہ کام کیسے کرو گے جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمر نے جواب دیا: اللہ کی قسم! یہ خیر ہی کا کام ہے اور عمر مسلسل مجھے اس کام کے کرنے کا مشورہ دیتے رہے حتیٰ کہ مجھے بھی اللہ نے اس کام کے کرنے پر شرح صدر عطا فرما دیا۔ اس مسئلے میں میری رائے بھی وہی ہو گئی جو عمر کی تھی۔ زید نے کہا: حضرت ابو بکر نے یہ کہا کہ تم ایک نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو اور ہم تم میں کوئی عیب بھی نہیں دیکھتے اور تم اللہ کے رسول ﷺ کے کاتب بھی تھے۔ پس تم قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔ (زید فرماتے ہیں) اللہ کی قسم! اگر وہ حضرات مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو یہ کام مجھ پر جمع قرآن کی نسبت آسان تھا۔ میں (زید) نے کہا: آپ حضرات وہ کام کیسے کریں گے جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا۔ ابو بکر نے کہا: اللہ کی قسم! یہ خیر ہی کا کام ہے ۔ چنانچہ وہ مسلسل مجھے اس کام کو کرنے کیلیے کہتے رہے تب اللہ نے مجھے بھی شرح صدر عطا کر دیا جیسے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عطا کر دیا تھا۔ پھر میں قرآن کو تلاش کرنا شروع کر دیا، میں قرآن کو (مختلف اشیاء مثلاً) کھجور کی شاخوں، چمڑے، پتھر اور لوگوں کے سینے سے جمع کرنے لگا۔"[57]

حضرت ابو بکر کے زمانے میں تمام قرآن لکھی ہوئی شکل میں جمع کر لیا گیا لیکن یہ مرتب نہیں تھا بلکہ ایک مصحف کی بجائے مختلف صحیفوں کی صورت میں تھا۔ مثال کے طور پر اس کو آسانی کے لیے یوں سمجھ لیں کہ جیسے قرآن کی 114 سورتیں ہیں، اب یہ تمام سورتیں تو موجود ہوں لیکن متفرق طور پر، یا اس کی مثال یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ جیسے قرآن کے تیس پارے ہیں۔ اب یہ تیس اجزاء متفرق طور پر ہوں تو ان کو "صحف" کہیں گے اور اگر ان کو ایک جلد میں جمع کر دیں تو اس کو "مصحف" کہیں گے۔ حضرت ابو بکر کے زمانے میں "صحف" تھے نہ کہ "مصحف"۔

پھر بعد میں حضرت عثمان نے اپنے عہد میں ایک ایک مصحف مختلف اسلامی شہروں میں بھیج دیا اور اس کے علاوہ قرآن کے ہر صحیفے یا مصحف کے بارے میں یہ حکم جاری کیا کہ اسے جلا دیا جائے۔ یہ بات واضح رہے کہ جمع عثمانی پر سب صحابہ کا اجماع واتفاق تھا۔ اختلاف صرف اس مسئلے میں تھا کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذاتی مصاحف میں اضافی قراءات ایسی تھیں جو مصحف عثمانی میں موجود نہ تھیں اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم مصحف عثمانی کے ساتھ ان اضافی قراءات کی تلاوت بھی جاری رکھنا چاہتے تھے جبکہ حضرت عثمان ان قراءات کے مطابق تلاوت کی اجازت دینے کے قائل نہ تھے۔ اس حوالے سے ابو بکر باقلانی لکھتے ہیں:

---

56 Arthur Jeffery, The Textual History of the Quran, Lecture delivered on 3lst October, 1946.

57 Al-Bukhari, Al-Jami Al-Sahih, Kitab Fazail Al-Qur'an, Hadith No. 4986.

"لم يقصد عثمان قصد أبي بكر في جمع القرآن بين لوحين،وإنما قصد جمعهم على القراء ات الثابتة المتواترة المعروفة عن النبي ﷺ ."[58]

"حضرت عثمانؓ کا مقصد حضرت ابو بکرؓ کے مقصد جیسا نہ تھا یعنی محض دو گتوں کے درمیان جمع کر دینا، بلکہ ان کا مقصد حضور ﷺ سے ثابت شدہ معروف و متواتر قراءات کو جمع اور محفوظ کرنا تھا۔"

آرتھر جیفری کا قرآن پر یہ اعتراض کہ قرآن اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں تھا اور یہ حضرت محمد ﷺ کے بہت بعد کے زمانوں میں مدون ہوا۔ اس کے نسخوں میں بہت سے اختلافات ہیں، موجودہ قرآن وہ نہیں جو محمد ﷺ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس اعتراض کو بہت سے اہلِ مغرب نے بھی رد کیا اور واضح کیا کہ موجودہ قرآن بعینہ وہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا، یہ آپ ﷺ کے زمانے ہی میں سینوں اور سفینوں میں محفوظ کر لیا گیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے خود لکھوایا اور محفوظ کروایا، آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے فوراً بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے مختلف جگہوں سے ایک نسخے میں جمع کر لیا۔ اگر غیر جانبداری سے آرتھر جیفری کے موقف کا تجزیہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیفری کی آرا تعصب یا ناواقفیت کا نتیجہ ہیں۔ حقیقت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور پورے طور پر محفوظ ہے۔ اگر یہ حقیقت نہ ہوتی تو خود مغربی اہلِ قلم، جن میں اسلام کے سخت مخالف و معاند افراد بھی شامل ہیں، اتنے کھلے لفظوں میں اس کا اقرار نہ کرتے۔

پروفیسر برجسٹراسر (Gotthelf Bergsträsser) جو کہ میونخ میں قرآن محل کے بانی تھے، انہوں نے قرآن مجید کے دنیا کے مختلف حصوں سے ہزاروں نسخے جمع کئے تھے، انکی وفات کے بعد ان کا شاگرد پریٹشل (Otto Pretzl) قرآن محل کا سربراہ بنا، بعد میں قرآن محل اتحادی فوجوں کی بمباری سے تباہ ہو گیا تھا اور پریٹشل (Otto Pretzl) بھی اسی بمباری سے ہلاک ہو گیا تھا۔ تاہم اس کی وفات سے قبل 1933ء میں ڈاکٹر حمید اللہ کو پریٹشل سے بالمشافہ گفتگو کا ایک موقع میسر آگیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان ہے کہ پریٹشل نے انہیں بتایا کہ ہمارے ادارے نے دنیا کے مختلف حصوں سے قرآن مجید کے تقریباً 42 ہزار نسخہ جات کی فوٹوکاپیاں جمع کیں اور ان کا باہمی موازنہ کیا، ڈاکٹر حمید اللہ مزید بتاتے ہیں کہ پچھلے چودہ سو سالوں کے دوران مطبوعہ یا غیر مطبوعہ قرآن حکیم کے 42 ہزار نسخوں کو اس لیے انہوں نے اکٹھا کیا تاکہ قرآن کے متن میں تضادات اور اختلافات سامنے لا سکیں۔ تاہم تمام موجود نسخہ جات اکٹھا کر کے ان کا باہم موازنہ کرنے کے بعد اس ادارے نے جو رپورٹ جاری کی ڈاکٹر حمید اللہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

"اگرچہ ابھی تک قرآن حکیم کے مختلف نسخہ جات کو جمع کرنے کا کام جاری ہے تاہم جتنا کام مکمل ہو چکا ہے اس کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان 42 ہزار نسخہ جات میں کتابت کی غلطیاں تو موجود ہیں مگر متن قرآن میں کسی قسم کے تضاد کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔"[59]

قرآن مجید کی عہد نبوی میں کتابت کا ایک بہت بڑا ثبوت حال ہی میں برمنگھم یونیورسٹی کی لائبریری سے دریافت ہونے والا نسخہ ہے یہ برطانیہ کی جامعہ برمنگھم کے کتب خانے میں موجود قرآن کریم کا دو ورقی نسخہ جو 2015ء میں برمنگھم کتب خانے سے دریافت ہوا۔ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قدیم ترین نسخہ ہے، یونیورسٹی کے مطابق ریڈیو کاربن تجزیہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کم از کم 1370 سال پرانا ہے۔ قرآن کریم کا یہ نسخہ برمنگھم یونیورسٹی کے کتب خانے میں مشرق وسطیٰ کی دیگر کتب اور دستاویزات کے ساتھ ایک صدی سے موجود تھا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے ریڈیو کاربن ایکسلیریٹر یونٹ میں کیے گئے تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ نسخہ بھیڑ یا بکری کی

58 Abdul Fattah Al-Qazi, Al-Qiraat fi Nazr Al-Mustashriqeen wa Al-Mulhaddin, Dar Al-Fikr Egypt, 1402 AH, p. 93.

59 Hamidullah, Doctor, Khutbat e Bahawalpur, Islamic Research Institute, Islamabad, 2005, p. 16-15.

کھال پر لکھا گیا ہے، نیز اس تجزیے کے مطابق یہ 568ء اور 645ء کے درمیان کا نسخہ ہے۔ برمنگھم یونیورسٹی کے مسیحیت اور اسلام کے پروفیسر ڈیوڈ تھامس اس نسخہ کے بارے میں کہتے ہیں:

"اس تاریخ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسلام کے چند سال بعد کا نسخہ ہے۔ اور اس بات کے بھی قوی امکانات ہیں کہ جس نے بھی یہ لکھا وہ شخص پیغمبر اسلام (ﷺ) کے وقت زندہ تھا۔ جس نے یہ لکھا ہے ممکن ہے کہ وہ پیغمبر اسلام (ﷺ) کے قریب تھے۔ ممکنہ طور پر انھوں نے پیغمبر کو دیکھا ہو گا اور ان کو تبلیغ کرتے ہوئے سنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پیغمبر کو قریب سے جانتے ہوں گے۔ اور یہ ایک اہم بات ہے۔ قرآن کو کتاب کی صورت میں 650ء میں مکمل کیا گیا۔ یہ اعتماد کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کا جو حصہ اس چمڑے پر لکھا گیا ہے وہ پیغمبر اسلام کے گزر جانے کے دو دہائیوں کے بعد کا ہے۔"[60]

5 نتائج مباحث

مذکورہ بالا بحث سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1. عہد نبوی ﷺ میں ہی قرآن مجید کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا تھا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفظ اور کتابت دونوں طرح سے قرآنِ مجید کو رسول اکرم ﷺ سے حاصل کیا۔

2. جیفری کا قرآن کی "عدم کتابت" کا اعتراض تعصب پر مبنی ہے۔ یہ ان صریح روایات کے خلاف ہے جن میں قرآن کی عہد نبوی میں کتابت کے ثبوت ملتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اس نے بخاری کی حدیث کو یہ کہہ کر کہ "مستشرقین اس رائے کو قبول نہیں کرتے" رد کر دیا ہے حالانکہ قبولیت وعدمِ قبولیت، روایت کی سند یا متن کی صحت پر ہے نہ کہ ذاتی خواہش پر۔

3. ابن ابی داؤد کے مطابق حضرت ابو بکر پہلے خلیفہ ہیں جنہیں قرآن حکیم کی جمع و تدوین کا شرف حاصل ہوا۔ آرتھر جیفری نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں سے "مقابل نسخہ جات" پیش کیے ابن ابی داؤد نے بھی ان دس صحابہ کرام کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے۔ تاہم ابن ابی داؤد نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان دس اصحاب کے پاس تحریری شکل میں اپنے ذاتی مصاحف موجود تھے۔

4. اسطرح جیفری کا یہ اعتراض کہ "قرآن مجید کی موجودہ ترتیب درست نہیں" بھی حقائق کے منافی ہے۔ قرآنِ مجید کی مکمل ترتیب جو آیات اور سورتوں کی باہمی ترتیب سے عبارت ہے، خود نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مکمل ہو گئی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآنِ مجید کو اسی ترتیب کے مطابق ایک نسخے میں جمع کیا۔

5. رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مکمل قرآن مجید مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا، مگر سارے اجزا الگ الگ تھے، ابو بکر نے قرآن مجید کی تمام سورتوں کو ایک ہی جلد میں مجلد کروانے کا کام حکومتی اور اجماعی طور پر انجام دیا، اس طرح مصحف صدیقی جیسا نسخہ مرتب ہو گیا۔

6. اختلاف قراءاتِ قرآنیہ کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلاوت قرآن میں سہولت پیدا کرنے کے لیے مختلف عرب قبائل کو ان کے اپنے لہجے میں تلاوت کی اجازت دے دی۔ سات حروف سے مراد سات لہجے یا تلاوت قرآن کے ساتھ مختلف طرق ہیں۔ جس کو آرتھر جیفری نے "اختلاف متن" بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی۔

---

[60] https://www.bbc.com/urdu/science/2015/07/150722_oldest_quran_manuscript_rh (Accessed April 14, 2021).

7. عہد صدیقی میں قرآن مجید کا جو نسخہ صحابہ کرام کے اجماع کے ساتھ تیار کیا گیا تھا، حضرت عثمان کا پوری امت کو قرآن مجید کے اس مجمع علیہ نسخے پر جمع کرنا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

6 خلاصہ بحث

قرآن مجید کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سینوں میں بھی محفوظ کیا اور کتابت کے ذریعے بھی۔ اس مقالہ میں جیفری کے قرآن کی کتابت کے حوالے سے کیے گئے اعتراضات پر بحث ہوئی ہے سب سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ عہد نبوی میں قرآن مجید اوراق اور صحف کی صورت میں جمع نہیں تھا۔ دوسرا اعتراض آرتھر جیفری قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کو ترتیب الٰہی ماننے کیلئے تیار نہیں۔ تیسرا اعتراض کہ موجودہ قرآن بعینہ وہ قرآن نہیں ہے، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا، یہ اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ چوتھا اعتراض جیفری مسلمانوں کے اس موقف سے سخت اختلاف ظاہر کرتے ہیں کہ قراءت کا اختلاف محض لہجوں اور تلفظ کا معمولی اختلاف ہے۔ جیفری کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ مصحف اِبی بن کعب اور مصحف ابن مسعود سے مختلف قراءتوں کا جو بھاری ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے وہ صاف بتا رہا ہے کہ یہ در حقیقت متن کا اختلاف ہے۔ پانچواں اعتراض کہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں مسلمانوں کا کسی ایک قرآن پر اتفاق نہ تھا بلکہ ان میں سے اکثر کے پاس اپنا ذاتی مصحف تھا اور یہ ذاتی مصحف ایک ایسے قرآن پر مشتمل تھا، جو دوسرے کے پاس موجود نہ تھا۔ آخری اعتراض کہ ابو بکرؓ کے دور میں مصحف صدیقی کا وجود سرکاری یا اجماعی طور پر نہ تھا بلکہ خلیفہ کی یہ ایک ذاتی کاوش تھی۔ اس کے گمان میں سرکاری سطح پر قرآن کی جمع کا کام حضرت عثمان کے دور میں شروع ہوا۔ اس مضمون میں جیفری کے اعتراضات کا مدلل انداز میں رد کرنے کی سعی کی گئی ہے۔